|  |  |
| --- | --- |
|  |  |



Al-Abṣār(Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)

**ISSN:** 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)

**Published by**: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.

Volume 01, Issue 02, July-December 2022, PP: 01-16

**DOI:**<https://doi.org/10.52461/al-abr.v1i2.1483>

**Open Access at**: <https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about>

# حدیث خلابہ سے مستنبط احکام اور معاصر اطلاقات

***Rulings derived from Hadith Khilāba and contemporary applications***

***Shazia Chohan***

*Teacher's trainer Ghazali Publications, Lahore*

|  |  |
| --- | --- |
|  | **Abstract** |
|  | *Hadith Khilāba refers to the tradition which was narrated by a companion of the Prophet, peace be upon him, Habban bin Munqidh or his father, Munqidh bin Amru, that he was often cheated in matters of buying and selling, due to which he had to suffer losses. The Messenger of Allah, peace be upon him, said to them, "When you do any business of buying and selling, say that there will be no fraud and I will have authority for three days."**All forms of Khilāba and all other methods by which one of the parties tries to deceive, can cause defects in the consent of the other party and affect the binding force of the party, and the Shariah in favor of the party who has cheated, exercises this option under which he has the right to invalidate the contract in the light of different schools of thoughts of Islamic jurisprudence.***Keywords***Hadith Khilāba, Habban bin Munqidh, Islamic jurisprudence, Schools of thought.* |

# موضوع کاتعارف

حدیث خلابہ سے مراد وہ روایت ہے جو ایک صحابی رسول ﷺ حبّان بن منقذ یا ان کے والد منقذبن عَمْرو کے بارے میں مروی ہے کہ انہیں بسااوقات خرید و فروخت کے معاملات میں دھوکہ ہوجاتا تھا جس کی بنا پر انہیں نقصان اٹھانا پڑتا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم خرید و فروخت کا کوئی معاملہ کرو تو کہہ دیا کرو کہ کوئی دھو کہ نہیں ہوگا اور مجھے تین دن کا اختیار حاصل ہوگا۔

خلابہ کا لفظ خلب سے بنا ہے ۔ ناخن کو خلب کہتے ہیں جس کی جمع اخلاب ہے ۔ خَلَبَہ اس موقعہ پر کہتے ہیں جب پرندہ ناخن مار کر زخمی کردے۔ شکار کرنے والے پرندے کو مخلب کہتے ہیں شکار کرنیوالا پرندہ اپنے شکار کو دبوچ لے،اس وقت کہا جاتا ہے کہ خَلَبَ الْفَرِیْسَۃَ،درندہ جب اپنے شکار کو چیر پھاڑدے تو اس وقت بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔عورت اپنی دلکش باتوں سے مرد کا دل جیت لے تو اسے خلابۃ کہا جاتا ہے۔ البرق الخُلَّبایسے بادلو ں کو کہتے ہیں جو گہرے ہو کرآئیں اور ان میں بجلی چمک رہی ہو جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ بارش ہونے والی ہے مگر بارش نہ ہو ۔ [[1]](#endnote-1)اس اعتبار سے خلابہ کے معنی ہوں گے خوب صُورت اور پر فریب باتوں سے کسی کو دھوکہ دینے کی کو شش کرنا،یا زبان سے کسی کو دھوکہ دینا یا کسی عورت کا پر فریب اور باتوں سے کسی مرد کا دل جیت لینا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس لفظ کے بنیادی معنی دھوکہ دے کر اچانک نقصان پہنچا نےکے ہیں۔ جانور اپنے شکار پر جھپٹتاہے تو اسے غفلت میں دبوچ لیتا ہے۔ اس لیے خلابہ کے معنی نرم اور میٹھی زبان سے ایسا دھوکہ دینے کے ہیں جو نقصان کا حامل ہو۔

# حدیث خلابہ کے اساسی متن

 حدیث مذکور متعد د روایات سے مروی ہے اور ان سب کی تلاش و تحقیق سے جواساسی متن سامنے آتے ہیں، وہ یہ ہیں:

* ذَكَرَ رَجُلٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوعِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ بَايَعْت فَقُلْ: لَا خِلَابَةَ[[2]](#endnote-2)

حضرت ابن عمر ؓسے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ اسے خریداری میں دھوکہ ہو جاتا ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ تم جس شخص سے کوئی شئے خریدو تو کہہ دیا کرو لاخلابۃ(کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔)

* عَنْ [أَنَسٍ](https://islamicurdubooks.com/hadith/rawy-details.php?rawyid=720)، أَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ، وَكَانَ يُبَايِعُ، وَأَنَّ أَهْلَهُ أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، احْجُرْ عَلَيْهِ، فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي لَا أَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ، فَقَالَ: " إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: هَاءَ وَهَاءَ، وَلَا خِلَابَةَ ".[[3]](#endnote-3)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک شخص خریداری کیا کرتا تھا، اس کی عقل کمزور تھی۔ اس کے اہل خاندان نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ فلاںشخص پر پابندی لگا دیجئے کیونکہ وہ خریداری کرتے ہیں اور ان کی عقل کمزور ہے۔ آپ نے اسے بلایا اور منع فرما یا تو اس نے کہا اے اللہ کے نبی ﷺ میں خریداری سے نہیں رک سکتا۔ اس پر آ پﷺ فرمایا کہ اگر تم خریداری سے نہیں رک سکتے تو یہ کہہ دیا کرو لاخلابہ کہ کوئی دھوکہ نہیں ۔

* وعن ابن عمر ان منقذا سفع فی راسہ فی الجاھلیۃ، مامومۃ فخبٓلت لسانہ، فکان اذا بایع یخدع فی البیع، فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "بایع و قل: لا خلابۃ، ثم انت بالخیار ثلاثا"، قا ل ابن عمر فسمعتہ یبایع ویقل: لا خذابۃ، لا خذابۃ۔[[4]](#endnote-4)

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ منقذ کے سر میں زمانہ جاہلیت میں چوٹ آگئی تھی جس سے ان کی زبان میں تتلاہٹ پیدا ہوگئی اور وہ جب کوئی شئے خریدتے تو اس میں نقصان ہو جایا کر تا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ جب تم کوئی شئے خریدو تو یہ کہہ دیا کرو لاخلا بہ (کوئی دھوکہ نہیں ہوگا )پھر تمہیں تین دن کا اختیار ہو گا۔ حضرت ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو خریداری کرتے ہوئے سنا کہ لاخذابۃ لاخذابۃ

* وعن محمدبن یحی بن حبان،قال:ھوجدی منقذبن عمروکان رجلاقداصابتہ آمۃفی راسہ،فکسرت لسانہ،وکان لایدع علی ذالک التجارۃ،فکان لایزال یغبن،فاُتی النبیﷺ فذکرذالک لہ، فقال:اذاانت بایعت،فقل لاخلابۃ،ثم انت فی کل سلعۃابتعتھابالخیار ثلاث لیال،ان رضیت فامسک،وان سخطت فارددھاعلی صاحبھا۔[[5]](#endnote-5)

محمد بن یحیٰی بن حبان سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ یہ صاحب میرے دادا منقذابن عمر و ہیں ان کے سر میں چوٹ لگ گئی تھی جس سے ان کی زبان میں تتلاہٹ پیدا ہوگئی تھی مگر یہ اس کے باوجود تجارت سے باز نہیں آتے تھے اور مستقل نقصان اٹھا تے رہتے تھے ، اس پر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ان سے یہ بات بیان کی تو آپ نے فرمایا جب تم کوئی شئے خریدو تو لاخلابہ کہہ دیا کرو، پھر جو شئے تم خریدو اس میں تمہیں تین دن کا اختیار حاصل ہو گا اگر تم چا ہو تو اس شئے کو رکھ لو اگر تم چا ہو تو اس کے مالک کو واپس کردو۔

* طلحہ بن یزیدبن رکا نۃ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمربن خطاب رضی اللہ عنہ سے خریداری کے بارے میں گفتگو کی۔ حضرت عمرؓنے فرمایا میرے پاس تمہارے لیے اس سے زیادہ وسعت موجود نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ نے حبان ابن منقذ کو عطا فرما ئی تھی، وہ نابینا تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں تین دن کا اختیار دیا تھا وہ اگر چاہیں تو اس شئے کو لے لیں اور چا ہیں تو ترک کر دیں ۔ [[6]](#endnote-6)

# حدیث خلا بہ سے فقہی استدلالات

حدیث خلابہ کو فقہا ء نے جس طرح مختلف فقہی اجتہا دات کا محور بنایا ہے وہ اس امر کی نشا ندہی کے لیے کا فی ہے کہ فقہاء کرام نے فقہ کی نشو ونما اور استنبا طات میں قرآن و سنت ہی کو مدارا خذ واستنباط بنایا ہے اور ان دونوں مصادر کے علاوہ فقہائے کرام نے جو دلائل دیے ہیں ان کی حیثیت ضمنی دلائل اور مویدات کی ہے۔ فقہاء اسلام نے عملا اور فی الواقع یہی صورت اختیار کی ہے کہ قرآن وسنت ہی کواصل اور بنیادی ماخذبنایا ہے اور کسی معاملہ میں قرآن وسنت کے سکوت یاعدم وضاحت کی صورت میں جواجتہاد کیا ہے وہ بھی انہی اصولوں کی روشنی میں کیا ہے جو خود قرآن وسنت میں بیان ہوئے ہیں اور اس اجتہاد کے ضمن میں انہوں نے جو عقلی یا نقلی تائیدات فراہم کی ہیں وہ ایسے امور پر مشتمل ہیں جو اپنی اساس اور تصور کے لحاظ سے قرآن و سنت سے متصادم نہیں ۔ اس لحاظ سے فقہاء کے اجتہادات بھی عملاَ َقرآن وسنت کی ہی فقہی تشریح اور تو ضیح بن جاتے ہیں۔

 قرآن و سنت کی متعد و نصوص میں جھوٹ دھوکہ دہی اور فریب کی واضح اور بالتصریح ممانعتیں وارد ہوئی ہیں ۔ اسی طرح معاملات میں ہر قسم کی دھوکہ دہی، فریب اور ضررو نقصان پہنچانے کی کسی طرح کی کوشش شریعت میں ممنوع قرار دی گئی ہے۔ حدیث میں لاخلابہ کہنے کے حکم کامقصود تنبیہ اور سرزنش ہے۔ اس ممانعت کا موضوع یہ ہے کہ مخدوع (فریب خوردہ) کو اختیار حاصل ہوکہ فریب کے ثابت ہوجانے کے بعد اگر وہ چاہے تو عقد کو بر قرار رکھے اور چاہے تو باطل کردے۔ یہ امر واضح ہے کہ اس حکم میں بیع کے علاوہ دوسرے معاملات بھی داخل میں کیونکہ شریعت نے فریب کو تمام معاملات میں اور تمام صورتوں میں عمومی طور پر ممنوع قرار دیا ہے۔ اس اختیار کے لازم کرنے کا مقصود فریب کی بنا پر عاقد کو جو نقصان پہنچا ہے اس کو رفع کرنا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں احجر کا لفظ بھی موجود ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ان صاحب کے مالی تصرفات پر پابندی لگادیجئے۔ اس لحاظ سے اس حدیث کے تحت ہونے والے فقہی اجتہادات کو تین عناوین خلابہ، خیار اور حجر کے تحت بیان کیا گیا ہے۔

## خلا بہ

 خلابہ کا فقہی مفہوم یہ ہے کہ عاقدین میں سے ایک دوسرے کو کسی قولی یا فعلی طریقہ سے اس طرح دھوکہ دے کہ وہ عقد کر نے پراس حال میں رضا مند ہو جائے کہ اگر یہ دھوکہ نہ ہوتا تو وہ اس عقد پر رضا مند نہ ہوتا ۔[[7]](#endnote-7) فقہاء اور ماہرین قانون فریب کی جملہ صورتوں کو تدلیس کے عنوان کے تحت بیان کرتے ہیں جبکہ بعض اوقات فقہاء کرام نے بائع کے مبیع میں کسی عیب کے چھیا نے کے لیے بھی تدلیس کا لفظ استعمال کیا ہے ۔یہاں خلا بہ کے لفظ کو اس لیے ترجیح دی گئی ہے کہ اولاً تو اس حدیث میں وار د ہوا ہے جس کو تمام مسالک کے فقہاء نے اس موضوع کی خاص تشریعی نص کا درجہ دیا ہے ۔ثانیاً یہ کہ یہ لفظ دھوکہ اور فریب کے معنی پر زیادہ دلالت کرتا ہے۔ اس لحاظ سے تدلیس کا لفظ بائع کے مبیع کا عیب چھپانے کے معنی کے ساتھ خاص ہو جائے گا اوریہ خلابہ کی متعدد صورتوں میں سے ایک صورت بن جائے گی۔

 عقد کے ارادے پر اثرانداز ہونے والے اہم حالات میں سے خلابہ ایک حالت ہے جو کسی خاص شرط یا بعض متعین وسائل میں محدود نہیں ہے۔ بلکہ عاقد کو فریب دینا اور اس کو اس وہم میں ڈالنے کا ہر وسیلہ جوا سے عقد پر آمادہ کر دے ، خلابہ میں داخل ہے۔ خلابہ کی بعض صورتیں بڑی واضح ہیں اور اس کے بعض وسائل لوگوں میں عام ہیں جن کو مختلف مسالک کے فقہاء نے بطور خاص ذکر کیا ہے اور سنت نبوی ﷺ میں بھی ان کی ممانعت بطور خاص بیان ہوئی ہے۔ خلابہ کی چار مشہور صورتیں یہ ہیں :

1. خیانت
2. تناجش
3. تغریر
4. تدلیس العیب [[8]](#endnote-8)

##  خیانت

 معاملات میں امانت ایک لازمی دینی فریضہ ہے۔ اسلام نے زندگی کے ہر پہلو میں امانت اختیار کر نے پر اس قدر زور دیا ہے کہ دین ہی کو امانت کہا ہے۔ [[9]](#endnote-9) رسول اللہ ﷺ نے فرمایاکہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[[10]](#endnote-10) فقہاء کرام ؒ نے معاملات میں امانت کو لازمی قرار دیا ہے اور خیانت ،دھوکہ دہی اور فریب سے احتراز پر اس حد تک اصرار کیا ہے کہ بیع کی بعض قسموں کو بیاعات الامانۃ کی اصطلاح سے تعبیر کیا ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے معاملات سے زیادہ آگاہی نہ ہو وہ معاملہ کرتے وقت دھوکہ اور فریب سے بچ سکے اور اسے یہ گنجائش میّسرآجائے کہ وہ متعین اور مخصوص حدود میں رہتے ہوئے معاملہ کرے اور ان حدود سے تجاوز دھوکہ اور فریب متصور کیا جائے۔

 بیاعات الامانۃ کابنیادی تصوریہ ہے کہ خرید ار،بائع پر اعتماد کر کے اور اس کے ضمیر وایمان پر بھرو سہ کر کے کوئی شئے اسی قیمت پر خرید لے جس پر خود بائع نے خریدی ہے ۔اگر بائع نے جس قیمت پر وہ شئے خریدی ہے اس میں اپنے نفع کی مقررہ مقدار شامل کر دیتا ہے تو اس بیع کو بیع مرابحہ کہا جائے گا۔ اگر بائع اس اصل قیمت میں بھی کمی کر دیتا ہے جس میں اس نے یہ شئے خریدی تھی اور نقصان خودبرداشت کرتا ہے تو اس بیع کو وضعیہ کہا جاتا ہے۔ اگر بغیر کسی کمی بیشی کے اسی قیمت میں دے دیتا ہے اور خریداروہ ساری شئے خرید لیتا ہے تو اس معاملہ کا نام تولیہ ہے ۔ اگر خریدار قیمت کے تنا سب سے اس شئے کا کچھ حصہ خرید تا ہے تو اس کا نام اشتراک ہے۔اس سے معلوم ہو اکہ بائع نے جس قیمت میں اس شئے کو فروخت کیا ہے اس کی ان بیوع میں بڑی اہمیت ہے کیونکہ یہی وہ اساس وبنیاد ہے جس پر یہ معاملہ طے پارہا ہے اس لیے لازمی ہےکہ بائع (فروخت کنندہ ) اس معاملہ میں حددرجہ امانت اور نزاہتِ تعامل اختیار کرے اور ضروری حدتک معاملہ کی تفصیل بیان کرے کیونکہ اس صورت میں خرید ار بائع کے اعتمادہی پر معاملہ کر رہا ہے اور اس اعتماد کے سوا معاملہ کسی اور اساس پر برقرار نہیں رہ سکے گا۔اس لئےبائع کی جانب سے اس بیان میں کسی طرح کی دروغ گوئی خیانت دھوکہ اور فریب شمار ہوگی ۔

بائع کا قیمت کے بارے میں مجمل بیان معتبر نہ ہو گا بلکہ اس پر لاز م ہوگا کہ وہ معاملہ سے متعلق تمام ملحقہ امور اور جملہ اوصاف تفصیل سے بیان کر دے یعنی یہ کہ قیمت کی ادائیگی فی الفور تھی یاادھار، اس کی ادائیگی کی کوئی معیاد مقرر ہوگئی تھی یا بالاقساط ادا کرنا تھا ۔ یہ قیمت نقد ادا کرنی تھی یا شئے اس قرض کے بدلے خریدی گئی جو اس بائع کے ذمہ پہلے بائع کا لازم تھا اور قیمت کے دین کی صورت میں اد ا ہونے کا طریقہ کیا تھا مماکسہ مساومہ یا صلح ۔بعدازاں بائع اس شئے کے بارے میں بتائے کہ وہ جس حالت میں خریدی گئی تھی اسی حالت میں موجودہے یا اگر خریداری کے بعد کوئی عیب پیدا ہوگیا ہے تو اس عیب کی وضاحت کرے اور یہ بھی کہ یہ عیب خود اس کے اپنے کسی فعل کی بنا پر پیدا ہوا ہے یا کسی اور کے فعل سے ہوا یا تقد یر وقضاکے کسی عمل سے ہوا ہے ۔ مذکورہ تمام پہلو خریدار کی رضا مندی پراثر انداز ہو سکتے ہیں اور ان میں کذب بیانی سے بیع میں دھوکہ اور فریب شامل ہو جائے گا۔[[11]](#endnote-11)

**3.1.1.1 فقہ حنفیہ میں بیاعات الامانۃ کا تصوّر**

بیاعات الامانۃ کے بارے میں علامہ سر خسیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے کوئی شئے ادھار ادائیگی پر خریدی تو اس کے لیے یہ روانہیں ہے کہ وہ اس شئے کو مُرابَحہَ کے طور پر فروخت کرے ، الایہ کہ وہ خریدار کو یہ بتادے کہ اس نے یہ شئے ادھار ادائیگی پر خریدی ہے کیونکہ بیع مرابحہ بیع امانت ہے جس میں ضروری ہے کہ نہ کوئی تہمت ہو اور نہ کوئی ناانصافی ، بلکہ کوئی شبہ باقی نہ رہ جاناچاہیے اس لیے کہ بیع مرابحہ میں اس میں سے کوئی امر جائز نہیں ہے۔ [[12]](#endnote-12)اس میں ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص ادھار ادائیگی کی شرط پر کوئی شئے خریدتا ہے تو بالعموم اس شئے کو اس قیمت سے زائد پر خریدتا ہے جو اسکی نقد ادائیگی کی صورت میں ہوتی ہے ۔ اب اگر بائع( فروخت کنندہ ) صرف اس شئے کی خریداری کے بارے میں بتلاتا ہے تو اس سے سننے والے کے ذہن میں اس شئے کی نقد ادائیگی والی قیمت آئے گی اور اس طرح کابتلانا ایسا ہو جائے گا جیسے اس نے نقد قیمت کی ادائیگی پرخریداری کا ذکر کیا ہواور یہی بات بیع مرابحہ میں ناانصافی قرار پائیگی۔ اس بات کی وضاحت اس طرح بھی ہوسکتی ہے کہ جوشئے ادھار ادائیگی پر لی گئی ہے گویا فی الوقت اس کی قیمت کم ہے، اسی لیے شریعت نے اس زیادتی کے جو حکماًمقابل سے خالی ہو دواوصاف میں سے ایک وصف کی موجود گی میں نسیئہ حرام قرار دیا ہے۔[[13]](#endnote-13)ایسی صورت میں اگر بائع اس شئے کو فروخت کر دے اور اس امر سے آگاہ نہ کرے کہ اس نے یہ شئے ادھار ادائیگی پر لی ہے ، تو جب خریدار کو بائع کی جانب سے واقع ہونے والی تدلیس کا علم ہوگا اسے خیار خاصل ہوگا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ خریدار نے منافع کی ذمہ دار اس لیے قبول کی ہے کہ اسے بائع نے بتایاکہ خود اس نے یہ شئے اتنی قیمت پر خریدی ہے۔ اگر اسے معلوم ہوجائے کہ در حقیقت بائع نے یہ شئے ادھارادائیگی پر لی تھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ نقد قیمت پر بھی خریدنے پر آمادہ نہ ہوچہ جائیکہ وہ اس پر نفع بھی ادا کرے ۔ اس کے اس ضرر کی تلافی کے لیے خیار کی گنجا ئش رکھی گئی ہے ۔[[14]](#endnote-14)

 ابن الہمام کہتے ہیں کہ اگر خریدار کو بیع مرابحہ میں خیانت کاعلم ہو، تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اسے اختیار ہے کہ تمام قیمت میں اس شئے کو لے لے یا ترک کردے اور اگر تولیہ میں خیانت کاعلم ہو تو اس میں اختیار نہیں ہے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ دونوں میں سے قیمت کم کی جائے گی اور امام محمد فرماتے ہیں کہ دونوں میں اختیار ہوگا۔ امام محمد کا موقف یہ ہے کہ اس بیع میں اس قیمت کا اعتبار ہوگا جوطے کی گئی ہے کیونکہ وہی معلوم و متعین ہے، جبکہ تو لیہ اور مرابحہ میں ترغیب دینے اور مائل کر نے کا پہلو موجود ہے۔ اس لیے یہ وصف سلامتی کی طرح مرغوب فیہ ہے اور اس لیے اس کے فوت ہونے پر اختیار ہوگا۔[[15]](#endnote-15)

 امام ابویوسف کی دلیل یہ ہے کہ یہ بیع اصلاً تو لیہ اور مرا بحہ ہے اسی لیے یہ ان تعبیرات کے ساتھ منعقد ہوتی ہے کہ میں نے یہ شئے تمہیں بطور تولیہ پہلی قیمت پر فروخت کی یا کہ میں نے یہ شئے پہلی قیمت پر بطور مرابحہ تم کو فروخت کردی، بشر طیکہ قیمت معلوم ومتعین ہو اسی لیے اسے پہلی قیمت پر مبنی کیا جائے گا اور وہ ظاہر ہے کہ زائدقیمت کو ساقط کر کے ہی ہوگی لیکن تولیہ میں اصل مال سے خیانت کے بقدر قیمت ساقط کی جائے گی اور مرابحہ میں قیمت میں بھی کمی ہوگی اور اسی تناسب سے نفع میں بھی کمی ہوگی ۔

 امام ابوحنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اگر تولیہ میں قیمت کم نہ کی جائے تووہ تولیہ باقی نہیں رہے گی کیونکہ پہلی قیمت میں اضافہ سے اصل تصرف میں فرق آگیا ہے ۔ اس لیے اس زائد قیمت کو ساقط کرنا متعین ہوگیا اور مرابحہ میں اگر یہ زائد قیمت نہ لی جائے تب بھی مرابحہ باقی رہے گی اگر چہ نفع کے تنا سب میں فرق ہوگا ۔اس لیے اگر وہ شئے واپس لینے سے پہلے ضائع ہوجائے یا اس میں ایسی کوئی بات پیدا ہو جائے جو فسخ سے مانع ہو تو ظا ہری روایات کے اعتبار سے مجموعی قیمت لازم ہوگی کیونکہ محض خیار کے بالمقا بل کوئی شئے لازم نہیں ہے جیسا کہ خیار رویت اور خیار شرط برخلاف خیار عیب کے کہ اس میں ضائع شدہ شئے کے سپر د کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے ۔ اس لیے اس میں شئے کے سپرد کرنے سے عاجز ہونے کی صورت میں اس کا مقابل ساقط ہو جائے گا۔[[16]](#endnote-16)

 معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف کے نزدیک مرابحہ اور تولیہ میں پہلی قیمت کا اعتبار ہے یعنی وہ قیمت جس پر عقد ہوا ہے۔ اگر خریدار کسی خیانت سے آگاہ ہو جائے تو اسے اس قیمت سے ساقط کر دے جس میں اس نے خریدا ہے۔ یہاں تک کہ عقد بیع میں قابل اتفاق توازن پیدا ہوجائے۔امام محمد ؒ کے نزدیک اس طے شدہ قیمت کا اعتبار ہے، جس میں اس نے وہ شئے خریدی ہے اور جس پر عقد ہوا ہے ۔خیانت کا نہ پایا جانا ایک پسندیدہ وصف ہے اس لیے اگر خیانت ظاہر ہو جائے تو خریدار کو اختیار ہوگا۔

 امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک تولیہ میں پہلی قیمت کا اعتبار ہوگا کیونکہ بیع تولیہ اسی وقت ہوتی ہے جب فروخت کر دہ شئے کی قیمت میں کوئی کمی بیشی نہ ہو۔ اگر خیانت ظاہر ہوتو قیمت کم ہوجائے گی۔ مرابحہ میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس قیمت کا اعتبار ہے جس میں وہ شئے خریدی ہے، کیونکہ مرابحہ میں خیانت اس کے وصف میں تبدیلی نہیں کرتی بلکہ یہ بیع بد ستورمرابحہ باقی رہتی ہے۔ صرف یہ فرق ہوتا ہے کہ نفع کا تنا سب بڑھ جاتا ہے اس لیے اس میں خریدار کو اختیار ہے اور چونکہ وضعیہ ایک ایسی بیع ہے جس میں کسی شئے کی اصل قیمت سے متعلق متعین مقدار کی کمی پر فروخت کی جاتی ہے اس لیے اس میں وہی شرائط اور احکام معتبر ہوں گے جو مرابحہ میں معتبر ہوتے ہیں۔ [[17]](#endnote-17)

**3.1.1.2 فقہ مالکی میں بیاعات الامانۃ کا تصوّر**

 فقہ حنفی کی طرح فقہ مالکی میں بھی بیاعات امانۃ کاتصوّرموجود ہے چنانچہ المدونۃمیں ہے کہ اگر کوئی شخص قرض ادائیگی پر سامان خریدے اور پھر اسے نقد قیمت پر نفع کے ساتھ فروخت کرنا چاہے تو اس بارے میں امام مالکؒ نے کہا ہے کہ ربح کے ساتھ اس شئے کو فروخت کرنا اس وقت تک درست نہیں ہے جب تک وہ خریدار کو یہ نہ بتلادے کہ اس نے یہ شےنقد ادائیگی پر خریدی ہے۔[[18]](#endnote-18)ابن جزی فرماتے ہیں کہ قیمت کے بتانے میں جھوٹ جائز نہیں ہے۔ اگر بائع جھوٹ بولے اور خریدار قیمت کے زائد ہونے سے آگاہ ہو جائے تو خریدار کو اختیار ہوگاکہ کل قیمت میں اسی شئے کو رکھ لے یاواپس کردے ۔سوائے اس کے کہ بائع قیمت سے اور اس نفع سے جس کااردہ ہو، اضافہ ساقط کردے تو خریداری لازم ہوجائے گی اور امام ابو حنیفہ ؒ کہتے ہیں کہ لازم نہیں ہے ۔ گویا مسلک مالک میں مرابحہ کاحکم یہ ہے کہ خریدار کو اختیار حاصل ہو گا ۔ البتہ اگر بائع اصل قیمت سے اور اس پر حاصل ہو نے والے منافع سے اضافہ کو ساقط کردے توبیع لازم ہوجائے گی ۔ اس طرح مسلک مالکی میں یہ دونوں امور جمع ہوگئے کہ خریدار کو اختیار حاصل ہوگیا اور بائع کو یہ حق مل گیا کہ وہ زائد اضافہ کو سا قط کرکے معاملہ کرے۔ [[19]](#endnote-19)

* + - 1. **فقہ شافعی میں بیوع الامانۃ کا ذکر**

 فقہ شافعیؒ میں بھی بیوع لامانۃ کا ذکر آیا ہے ۔ المہذب میں ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی شئے بطور، مرابَحہ فروخت کرنا چاہے تو وہ اس طرح فروخت کر سکتا ہے مگر ضروری ہے کہ وہ یہ وضاحت کرے کہ اصل قیمت جس میں اس نے خریدی ہے وہ کیا ہے اور نفع کتنا ہے ۔ اگر اس نے کہا کہ شئے کی اصل قیمت سودرہم ہے اور دس درہم (ہردس پر ایک ) نفع ہے لیکن بعد میں اس کے اقرار یا ثبوت کی بنا پر یہ معلوم ہوا کہ اصل قیمت نوے درہم تھی تو بیع تو صحیح ہوگی۔ اس لیے کہ بیع کی حد تک تو عقد صحیح ہے جس کا ثمن معلوم و متعین ہے صرف اس کا کچھ حصہ تدلیس کی بنا پر ساقط ہوا ہے ۔ وہ جو قیمت وصول کر ہاہے اس کے متعلق دواقوال ہیں۔

* + ایک یہ کہ یہ ایک سودس ہی کےبدلے ہوگی کیونکہ عقدمیں یہی قیمت طے ہوئی ہے ۔ بائع کی جانب سے تدلیس کے ظاہر ہونے پر اس قیمت میں سے کوئی حصہ ساقط نہیں ہوگا ۔جیسے کوئی شخص کسی متعین قیمت پر کوئی شئے فروخت کرے اور بعد میں اس میں عیب ظاہر ہو جائے ۔
	+ دوسرا قول یہ ہے کہ قیمت ننا وے ہوگی اور یہی رائے صحیح ہے ۔ اس لیے کہ یہ ایک طرح سے انتقال ملکیت ہے جس میں پہلی قیمت ہی کا اعتبار ہو گا ۔ جب بائع نے زیادہ قیمت بتلائی تویہ زیادہ قیمت شفعہ اور تولیہ کی طرح ساقط کرنا لازم ہوگیا ۔ یہ صورت عیب والی صورت کے بر خلاف ہے کیونکہ وہاں قیمت وہ ہے جو عقدمیں طے ہوئی ہوا ور یہاں قیمت اصل مالیت اور نفع کی مقدار ہے۔ یہ معلوم ہو گیا کہ اصل مالیت نو ے تھی اور نفع نو تھا ۔ اگر ہم یہ کہیں کہ قیمت ایک سودس ہی ہے تو خریدار کو اختیار حاصل ہوگا کہ خریدی ہوئی شئے اس قیمت میں رکھے یا بیع کو فسخ کر دے کیونکہ اس نے یہ معاملہ اس لیے کیا تھا کہ وہ اصل مالیت میں اس شئے کولے لے ۔ اب جبکہ یہ اصل مالیت زیادہ ہے تو اسے اختیار حاصل ہوگیا ۔[[20]](#endnote-20)

##  فقہ حنبلی میں بیاعات الا مانتہ کابیان

 فقہ حنبلی میں بیا عات الامانۃ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ تولیہ ،شرکۃ،مرابحہ اور مواضعہ میں خیارہے ۔اگر کسی شخص نے کوئی شئے بطور مرابحہ فروخت کی مثلاً خریدار کو یہ بتلایا کہ اس شئے کی اصل قیمت سو درہم ہے اور دس درہم نفع ہے ۔بعد ازاں اقرار یا ثبوت کے ذریعہ یہ معلوم ہو اکہ اس کی قیمت نوے ہے تو یہ بیع صحیح ہوگی ۔ کیونکہ یہ قیمت میں زیادتی ہے اس لیے عیب کی طرح صرا حت سے مانع نہیں ہے ۔ خریدار کو بائع سے اصل قیمت سے زائد یعنی دس درہم اور اس کی نسبت سے نفع جو ایک درہم بنتا ہے واپس لینے کا حق حاصل ہوگا اوراس طرح خریدار پر ننا وے درہم لازم ہوں گے ۔ یہ رائے ثوری اور ابن ابی لیلی کی ہے ۔ امام شافعی ؒ کا بھی ایک قول ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ عیب پر قیاس کر تے ہوئے خریدار کو یہ اختیار دیاجائے گا کہ یا تووہ پوری قیمت پر لے لے یا چھوڑدے ۔ [[21]](#endnote-21)

* + 1. **تناجش**

 تناجش کا لفظ نجش سے بنا ہے۔ اس کا اطلاق ازروئے زبان اس کیفیت پر ہوتا ہے جب کوئی شکاری جانور کو گھیر کر ایسے مقام پر آتا ہے جہاں سے اس کا شکار کر نا آسان ہوجاتا ہے ۔ [[22]](#endnote-22)بعد میں یہ لفظ کسی چیز کی خریداری کے مصنوعی مقابلے کا تاثر دینے کے لیے بھاؤکی تیزی کی شدت کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔ جبکہ فقہی اعتبار سے اس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص جو کسی شئے کو فروخت کرنا چاہتا ہو دوسرے سے یہ سمجھوتہ کرلے کہ وہ بظاہر اس شئے کی خریداری میں دلچسپی ظاہر کرلے گا اور اگر چہ اس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہو ۔ پھر بھی اس کی زائد قیمت ادا کرنے پر آماد گی ظاہر کرے گا تاکہ اس طرح اس شئے کی قیمت میں اضافہ ہو سکے اور جو شخص فی الوقع اس شئے کو خریدلے تو نہ صرف یہ کہ اسے اس شئے کی خریداری کی رغبت پیدا ہو جائے بلکہ وہ اس کی قیمت دینے پر آمادہ بھی ہو جائے ۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجش سے منع فرمایا ہے۔[[23]](#endnote-23)

 فقہاء کی نظر میں تناجش رضا مندی میں نقص پیدا کر دیتی ہے۔ اس لیے اس نجش کی بنا پر خریدار کو عقد کے باطل کر نے کا حق ملنا چاہیے بشر طیکہ اس میں خریدار کا گھاٹا غبن فاحش کے درجہ میں ہو۔ یہ جمہور فقہا ء اورمذاہب ثلاثہ ( مالکیؒ، شافعیؒ، اور حنبلی) کی رائے ہے جبکہ حنفی مسلک کی رو سے تناجش سے رضامندی میں نقص پیدا نہیں ہوتا اس لیے عقد کو باطل قرار دینا درست نہیں ہے تاکہ معاملات کے بروئے کا ر رکھنے کے پہلو کو ترجیح دی جاسکے۔ لیکن ازروئے دیانت یہ امر مکروہ ہے اور اس کی کراہت تحریمی ہے۔ مالکی مسلک کے فقہاء کے قیاس کی رو سے تناجش خریدار کی جانب سے بھی ہوسکتا ہے کہ خریدار معاملہ میں مقابلہ کرنے والوں سے یہ سمجھوتہ کرلے کہ وہ مقابلہ سے بازر ہیں گے تاکہ اس کے لیے اس سامان کی ارزاں قیمت پر خریداری ممکن ہوسکے۔ مالکی فقہاء نے اس صورت میں بائع کو عقد کے باطل کرنے کا اختیار دیا ہے کیونکہ یہ خریدار کی جانب سے مناجشہ ہے جیسا کہ بائع کی جانب سے ہوتاہے۔

مختلف مسالک فقہ میں نجش کا حکم جدا ہے ۔ اہل ظاہر کے نزدیک جس معاملہ بیع میں نجش ہو وہ بیع ہی فاسد ہے ۔ امام مالک کی رائے یہ ہے کہ نجش کا ہونا عیب کی مانند ہے کہ خریدار کو اختیار ہوگا کہ وہ چاہے اس شئے کو رکھے اور چاہے واپس کردے ۔ امام ابو حنیفہ ؓاور امام شافعی ؒ کی رائے یہ ہے کہ بیع درست ہوگی مگر نجش کر نے والا عنداللہ گنہگار ہوگا ۔

* + 1. **تغریر**

 یہ لفظ غررسے بنا ہے اس کے معنی دھوکہ دینے اور خطرے میں ڈال دینے کے ہیں۔ غرہ کے معنی غفلت کے ہیں ۔کسی شخص کو ایسے موقعہ پر جالینا اور اپنا مقصد حاصل کر لینا جب وہ غافل ہو غرر کہلاتا ہے ۔[[24]](#endnote-24)رسو ل ا للہ ﷺ نے ایسے تمام معاملات سے منع فرمایا ہے جن میں صریحاًدھوکہ ہویا دھوکہ میں مبتلا ہوجانے کااندیشہ ہو ۔چنانچہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیع حصا ۃ اوربیع غرر سے منع فرمایاہے۔ [[25]](#endnote-25) غرر اسلامی شریعت میں ممنوع ہے الایہ کہ اس قدر معمولی ہو کہ اسے نظر انداز کیا جاسکتا ہو ۔علامہ قرافیؒ اپنی کتاب الفرو ق میں قاعدۃ المجہول اور قاعدۃ الغرر میں فرق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

جان لیجئے کہ علماء ان دو مصطلحات(جہالت اور غرر) کے استعمال میں توسع سے کام لیتے ہیں اور ایک کو دوسری کی جگہ استعمال کرلیتے ہیں۔ غرر کی اصل یہ ہے کہ پہلے سے یہ علم نہ ہوسکے کہ یہ شے حاصل ہوگی مگر اس کاوصف معلوم نہ ہومثلاًفضاء میں موجود پرندے یاسمندر میں موجود مچھلی (کی فروخت ) لیکن ا گر یہ علم ہو کہ یہ شئے حاصل ہو جائے گی مگر اس کاوصف معلوم نہ ہو ، مثلاًجیب میں رکھی ہوئی شئے ۔ گو یا غرر والی شئے اور مجہول شئے میں سے ہرایک ، ایک اعتبار سے دوسری سے عام ہے اور دوسرے اعتبار سے پہلی سے خاص ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسری کے ساتھ مل کر بھی پائی جاسکتی ہے اوراس کے بغیر بھی غرر موجود ہونے اور جہالت نہ ہونے کی مثال اس مفرور غلام کاخریدنا ہےجس کے بارے میں فرار سے قبل ہی علم ہو اور کوئی جہالت موجود نہ ہو۔ اس میں غرر اس اعتبار سے ہے کہ یہ علم نہیں ہے کہ (بعد خریداری) حاصل ہوسکے گا یا نہیں ۔اور جہالت موجود ہو اور غرر نہ ہو ۔ اس کی مثال کسی شخص کا کوئی پتھر خریدنا ہے درانحا لیکہ اسے یہ علم نہ ہوکہ یہ زجاج ہے ، یا یاقوت لیکن چونکہ سامنے موجود ہے اس لیے(بعد خریداری) حاصل ہوجائے گا۔ اس لیے غرر نہیں ہے مگر عدم معرفت کی بنا پر جہالت موجود ہے۔ غرر اور جہالت دونوں کے جمع ہونے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ایسا مفرور غلام ہوجس کے وصف کافرار سے پہلے بھی کوئی علم نہ ہو۔ غرر اور جہالت سات امور میں پائے جاتے ہیں ۔ وجود میں مثلاًمفرور غلام میں بعد فرار کے، وجود کے ساتھ علم حصول میں مثلاًفضاء میں موجود پرندہ ، جنس میں مثلاًایسی شئے جس کا نام نہ لیا گیا ہو، مقدار میں مثلاًاس شے کی فروخت جس تک کنکرپہنچ جائے، تعیین میں مثلاًمختلف کپڑوں میں سے کوئی ایک کپڑا، بقاء میں مثلاًپھل تیار ہونے سے پہلے۔ غرر اور جہالت کے ایک ساتھ پائے جانے کے یہ سات مواقع ہیں ۔ بعدازاں غرر اور جہالت کی تین قسمیں ہیں ۔ کثیر مقدار میں غرر و جہالت جوبالا جماع جائز ہے، جیسے گھر کی بنیاد اور جبہ کے اندر موجود روئی۔ اور متوسط مقدار میں غرر و جہالت کے ساتھ جس کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے کہ کثیر کے ساتھ ملحق کیا جائے، یاقلیل مقدارکے ساتھ وابستہ کیا جائے۔ یعنی چونکہ اس میں غرر قلیل سے زیادہ ہے اس لیے اسے کثیرکے ساتھ ملا دیا جاتا ہے اور چونکہ اس میں غرر کثیر سے کم ہے ، اس لیے اسے قلیل کے حکم کے ساتھ مربوط کردیاجاتاہے اور یہی امر غرر اور جہالت کے فروعی مسائل میں فقہاء کے درمیان نقطہ نظر کے فرق کاباعث بنتا ہے۔ [[26]](#endnote-26)

# تدلیس عیب

متعاقدین میں سے اگر کوئی فریق عقود معاوضہ میں مثلاًبیع اور اجارہ میں جس شئے پر عقد ہورہا ہو اس کے کسی ایسے مخفی عیب کو چھپائے جس کا اسے علم ہو، تدلیس عیب کہلاتاہےاور اس متعاقد کے حق میں جس پر تدلیس کی گئی ہے عقد کے ابطال کا حق فراہم کرتا ہے ۔ اس کو خیار عیب کہا جاتا ہے ۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر بائع بیع کے وقت اس عیب سے واقف ہوتو خریدار کے درجے میں اس کے لیے خیار عیب ثابت ہوگا۔ بلکہ ازروئے شریعت خریدار کے لیے جب اس پر خریدی ہوئی شئے کا کوئی مخفی عیب ظاہر ہوتو اس کے لیے خیار ثابت ہو جائے گا۔ اگرچہ بائع بیع کے وقت اس کا علم نہ رکھتا ہو کیونکہ ہر عقد میں عقد کرنے والے کی رضا مندی اس امر پر مبنی ہوتی ہے کہ محل عقدعیوب سے پاک ہو اور دوسرامتعاقد اس قدیم عیب کا جو اس کے محل میں ظاہر ہو، ذمہ دار اور ضامن قرار پائے جب تک وہ اس عقد میں بائع کے ضمان سے بری ہونے کی شرط نہ لگا دے۔

 اگر بائع اور جوشخص اس کے حکم میں ہو، عیب کو جانتے ہوئے چھپائے تو مدلس ہوگا اور خلابہ کے حکم کے تحت آئے گا لیکن اگر بائع اس عیب سے واقف ہو تو وہ عقد کے مقتضا کے تحت ضامن ہوگا لیکن مدلس نہیں ہوگا۔ ضمان عیب کے تعلق سے ، تدلیس عیب کے ہونے یا نہ ہونے کا فرق نمایاں نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ضمان کی ادائیگی دونوں صورتوں کا مشترک حکم ہے۔ یہ فرق بعض ان احکام میں واضح ہوتا ہے جن میں جزاء کاپہلو موجود ہو،مثلاًبائع ،عقدبیع میں یہ شرط عائد کرے کہ اگر کوئی عیب پایا گیا تو وہ اس کے ضمان سے بری ہوگا۔یعنی مبیع میں اگر کوئی ممکنہ عیب ظاہر ہوتو وہ اس پر مسئول قرار نہیں دیا جائے گا ۔اس شرط کے ساتھ اگر خریدا راس شئے کی ظاہری سلامتی پر اعتماد کرتے ہوئے رضامند ہوجاتاہےاور بعد میں مبیع میں کوئی قدیم عیب ظاہر ہوتو اس کی مندرجہ ذیل دوصورتیں ہیں :

1. اگر اس صُورت میں بائع اپنی فروخت کر دہ شئے کے عیب سے ناواقف ہو اور اس نے یہ شرط بر بنائے احتیاط لگائی ہوتو اس کی یہ شرط صحیح ہو گی اور تمام فقہی مسالک کے نزدیک اس صورت کی بنا پر اس سے عیب کا ضمان ساقط ہوجائے گا۔ یعنی خریدار اپنی ذمہ داری پر خرید نے والا متصور ہوگا اور اس کی ایسی حیثیت ہوگی جیسے اسے خریدتے وقت اس شئے کے عیب کا علم ہو اور اس نے اس کو اپنی رضا مندی سے خریداہو۔
2. اگر بائع فروخت شدہ شئے کے عیب سے واقف ہو اور اس کے باوجود وہ خریدار سے اس عیب کو چھپائے اور اپنی بری نیت پر پردہ ڈالنے کے لیے عیب کے ضمان سے بری ہونے کی شرط لگائے تو فقہی اجتہاد کی روشنی میں اس کی یہ شرط صحیح قرار نہیں پائے گی اور وہ ضمان اداکرنے کا پابند ہوگا۔ کیونکہ اس کی یہ شرط بر بنائے احتیاط نہیں بلکہ بربنائے حیلہ ہے۔ چونکہ اس نے بری نیت سے یہ شرط عائد کی ہے اس لیے اسے اس شرط سے مستفید ہو نے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ [[27]](#endnote-27)

**خلاصۃ البحث**

فقہ اسلامی کے مختلف مسالک سے خلابہ کی جوصورتیں بیان کی گئی ہیں یعنی خیانت، تناجش ، تغریر ، تدلیس عیب، (اور ان سے ملتی جلتی دوسری صورتیں جنہیں نقل نہیں کیا انہیں مختلف کتب فقہ میں ملاحظہ کیاجاسکتاہے)سب کو مدنظر رکھ کرشریعت اسلامیہ کی روشنی میں خلابہ کا ایک عام حکم بیان کرناممکن ہے۔خلابہ کی تمام مذکورہ صورتیں اور دیگر تمام وہ طریقے جن کے ذریعے سے عاقدین میں سے کوئی دھوکہ دینے کی کوشش کرے، دوسرے عاقد کی رضامندی میں نقص پیدا کرسکتاہے اور عاقد کی لازمی قوت پر اثر انداز ہوسکتا ہے ، اور شرعاًاس عاقد کے حق میں جس نے دھوکہ کھایا ہے اس ختیار کو بروئے کار لاتا ہے جس کے تحت وہ مختلف مسالک فقہ کی روشنی میں عقد کو باطل کرنے کاحق رکھتا ہے۔ لیکن کبھی خلابہ کے ساتھ یہ بھی شرط ہوتی ہے کہ دھوکہ کھانے والے عاقد کو غبن (نقصان ) ہوا ہو، اور اس غبن کی شرط نہیں ہوتی، اور اس کا تعلق خلابہ کے مقصود اور اس کی غایت سے ہوتاہے۔

 اگر خلابہ کا مقصود فریب خوردہ شخص پر قیمت میں اضافہ کرنا ہوتو اس صورت میں خلابہ رضا مندی میں نقص پیدا کرتا ہے اور عقد کے باطل قرار دینے کی گنجائش ہو نے کے لیے ضروری ہے کہ اس میں غبن فاحش ہو، جیسا کہ تناجش کی صورتوں میں ہے اور قیمت سے متعلق قولی تغریر کی صورت ہے۔ ان تمام حالات اور ان جیسی دیگر صورتوں میں فریب دینے والے کا مقصود بدل میں اضافہ ہوتاہے ۔ اگر یہ خلابہ غبن فاحش پرمنتج ہوتو فریب خوردہ شخص کو اختیار ہوگا ورنہ نہیں ۔

 اس حکم سے بیوع الامانۃمثلاًمرابحہ میں خیانت مستثنیٰ ہے کیونکہ اگر چہ اس کا مقصود بھی قیمت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن اس میں خریدار کو ہر حالت میں عقد کے باطل کرنے یا خیانت کی مقدار کے وقت قیمت ساقط کردینے کا ا ختیار ہوتا ہے جیسا کہ خیانت کے حکم کے بیان میں مختلف اجتہادی آراء گذر چکی ہیں ۔اگر چہ خریدار کو مبیع کی قیمت میں نقصان اٹھانا پڑے مثلاً کوئی شخص دس روپے میں کوئی شئے یہ بتا کر فروخت کرے کہ اس کی اصل قیمت آٹھ روپے ہے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ اس کی اصل قیمت سات روپے ہے۔ لیکن اس شئے کی بازاری قیمت دس روپے یا اس سے زائد ہو تو اس صورت میں بائع کی خیانت کے باوجود خریدار کو کوئی غبن نہیں ہوگا لیکن خریدار کو عقد کے باطل کرنے کا حق ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرابحہ وغیرہ کی بیع دونوں فریق کے اتفاق سے اصل مال کی اساس پر قائم ہوتی ہے اس لیے راس المال کے بیان میں ہر جھوٹ اس اتفاق کے بر خلاف ہوگا جو عاقد کے درمیان ہوا ہے اگر چہ اس میں غبن نہ ہو۔

اگر خلابہ کا مقصود فریب خوردہ عاقد کو جس چیز پر عقد کیا جارہا ہے اس کے وصف میں دھوکہ دینا ہو اور یہ تا ثر دے کہ یہ شئے بہت عمدہ ہے یا اس کی کسی اور خوبی کو نمایا ں کرے تو یہ امررضا مندی میں نقص پیدا کرے گا اور اس سے عقد کو باطل کرنے کی گنجائش پیدا ہوجائے گی اگرچہ اس کی قیمت میں کوئی غبن نہ ہو جیسا کہ اس الشاۃ المصراۃ میں ہے جو ایسی قیمت میں فروخت کی جائے جو اس کے دودھ نہ دینے والی قسم کی قیمت سے زائد نہ ہوا ور جیسے پھل جس کا عمدہ حصہ اوپر کی جانب رکھ دیا گیا ہواس قیمت میں فروخت کیا جائے جو اس کے نیچے رکھے ہوئے کمتر درجے کے پھل سے زائد نہیں ہے ۔ فریب خوردہ عاقد کا مقصود وہ وصف ہوتا ہے جس کا اسے تاثر دیا گیا ہو اور اس وصف کا نہ ہونا اس کے حق میں خیار کو وجود میں لانے والا ہوگا ۔

**حوالہ جات**

1. ابن منظور،لسان العرب،دار صادر،بیروت، 1407ھ،طبع اول،زیر مادہ خلب؛محمد بن محمد بن عبد الرزاق المرتضى الزبيدي،تاج العروس من جواھر القاموس،وزارةالإرشادوالأنباءفي الكويت، زیر مادہ خلب۔

Ibne Manzūr, Līsān al-՚arab, Dār Sādir, Beīrūt, 1407 AH, first edition, zaīr mādah Khā, lām, bā; Muhammad bin Muhammad ibn Abd al-Raẓāq al-Murtaza al-Zubaidī, tāj al-arūs min Jawāhar al-Qāmūs, wizārate al-irshād wa al-itaba՚ Kūwait, zaīr mādah Khā, lām, bā. [↑](#endnote-ref-1)
2. مسلم،ابوالحسین بن الحجاج،الجامع الصحیح ،دارالحضارۃ للشنروالتوزیع،ریاض،2015ء،کتاب البیوع، باب مَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ،رقم : 3860۔

Muslim, Abū al-Hussain bin Al-Hajjāj, Al Jamei Al Sahih, dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, Kitāb al-Bayū, bāb man yakhdau fi al-bay, number: 3860. [↑](#endnote-ref-2)
3. ترمذی،محمد بن عیسیٰ،السنن،دارالحضارۃ للنشروالتوزیع،ریاض،2015ء،کتاب البیوع،باب مَا جَاءَ فِيمَنْ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ، رقم: 1250۔

Tirmidī, Muhammad bin Isa, Sunan, , dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, Kitāb al-Bayū, bāb ma jaa faman yakhdau fi al-bay, number: 1250. [↑](#endnote-ref-3)
4. الحميدي،أبو بكر عبد الله بن الزبير بن عيسى بن عبيد الله القرشي الأسدي المكي،المسند، تحقیق:حبیب الرحمٰن الاعظمٰی،دار سقا،المدینۃ المنورۃ،س ن،2/292 ؛ ابن تیمیہ،ابو البرکات عبد السلام بن تیمیہ،المنتقی من اخبار المصطفیٰ، تحقیق: محمدحامدالفقی،المکتبۃ التجاریۃ الکبری،مصر،طبع اول،1351ھ،باب شرط السلامۃمن الغبن،رقم: 2877،2/334۔

Al-Hamidī, Abu Bakr Abdullah bin Al-Zubayr bin Isa bin Ubaidullah al-Qurashi al-Asadi Makkah, Al-Musnad, Research: Habib al-Rahman al-Azma, Dār Saqqah, Al-Madinah al-Munawarah, 2/292; Ibn Taymiyyah, Abu al-Barakat Abd al-Salam bin Taymiyyah, al-Muntaqi min Akhbar al-Mustafa, research: Muhammad Hāmid al-Faqī, al-maktab al-Tajāriyyah al-Kabri, Egypt, first edition, 1351 AH, bāb al-Salāmat al-Ghabban, number: 2877, 2/334. [↑](#endnote-ref-4)
5. ایضاً، رقم: 2878، 2/335۔

Ibid 2878, 2/335. [↑](#endnote-ref-5)
6. احمد بن حنبل، المسند، دار صادر، بیروت، 1419ھ، **رقم:** 1645؛ ابن حجر،احمدبن علی العسقلانی،الاصابۃفی تمییزالصحابۃ،مطبع القاہرۃ،مصر،س ن، 2/176۔

Ahmad Ibn Hanbal, Al-Musnad, Dār Sadr, Beirut, 1419 AH, number: 1645; Ibn Hajar, Ahmad bin Ali al-Asqalāni, al-Asaba fi Tameeez al-Sahāba, Matba՚ al-Qāhira, Miser, S.N., 2/176. [↑](#endnote-ref-6)
7. مصطفٰی احمدالزرقاء،الدکتور،الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید،مطبعۃالجامعۃ،دمشق،طبعۃثامنۃ،1964ء، 1/404۔

Mustāfa Ahmad al-Zarqā, Al-Doktūr, Al-Fiqh al-Islami fi Thawba al-Jadid, Matabato al-Jāmia, Damascus, Tabat al-Samanah, 1964, 1/404. [↑](#endnote-ref-7)
8. ایضاً،1/417۔

Ibid, 1/417. [↑](#endnote-ref-8)
9. احمد بن حنبل،المسند،3/135،154،210،251۔

Ahmad Ibn Hanbal, Al-Musnad, 3/135,154,210,251. [↑](#endnote-ref-9)
10. ایضاً، 2/242، 417؛ 3/466؛ 4/65 ۔

Ibid 2/242, 417, 3/466, 4/65. [↑](#endnote-ref-10)
11. السنھوری،عبدالرزاق،مصادر الحق،داراحیاءالتراث العربی،قاہرۃ،1997ء،2/155۔

Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, dār al-ahya al-Tarath al-Arabi, Cairo, 1997, 2/155. [↑](#endnote-ref-11)
12. السرخسی،ابوبکرمحمدبن احمد،المبسوط،دارالنوادر،بیروت،1999ء،13/78۔

Al-Sarakhsī, Abu Bakr Muhammad bin Ahmad, Al-Mabusūt, Dār al-nawādir, Beirut, 1999, 13/78. [↑](#endnote-ref-12)
13. السنھوری،مصادر الحق، 2/155،156۔

Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, 2/155, 156. [↑](#endnote-ref-13)
14. السرخسی،المبسوط، 13/78۔

Al-Sarakhsī, Al-Mabusūt, 13/78. [↑](#endnote-ref-14)
15. ابن الہمام،محمدبن عبدالواحد،فتح القدیر،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،2003ء، 5/256۔

Ibn al-Hamām, Muhammad bin Abdul Wahid, Fateh al-Qadīr, Dār al-Kitāb al-Ulamiya, Beirut, 2003, 5/256. [↑](#endnote-ref-15)
16. ایضاً، 5/256 ؛ السنھوری،مصادر الحق، 2/157،158 ۔

Ibid 5/256; Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, 2/157, 158. [↑](#endnote-ref-16)
17. السنھوری،مصادر الحق، 2/158۔

Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, 2/158. [↑](#endnote-ref-17)
18. مالک بن انس،الامام،المدونۃالکبریٰ،مطبعۃالسعادۃ،سعودیۃ،1324ھ،10/59 ؛ السنھوری، مصادرالحق، 2/159 ۔

Mālik Ibn Anas, Imām, Al-Madūna Al-Kubra, Matabat al-Saadah, Saudiyah, 1324 AH, 10/59; Al-Sunhuri, masādir al-Haq, 2/159. [↑](#endnote-ref-18)
19. السنھوری،مصادر الحق، 2/160۔

Al-Sinhūrī, Abd al-Razzāq, Masādir al-Haq, 2/160. [↑](#endnote-ref-19)
20. النووی،یحییٰ بن شرف،کتاب المجموع شرح المہذب،مکتبۃالارشاد،قاہرۃ،1996ء،1/288 ؛ السنھوری،مصادر الحق، 2/601۔

Al-Naūwi, Yahya bin Sharaf, Kitāb al-Majmū Sharh al-Muhizb, Maktab al-Arshād, Cairo, 1996, 1/288; Al-Sinhūrī, Masādir al-Haq, 2/601. [↑](#endnote-ref-20)
21. ابن قدامۃ،عبداللہ بن احمد،المغنی مع الشرح الکبیر،دارالکتب العربی للنشروالتوزیع، بیروت،1347ھ،4/100۔

Ibn Qudāma, Abdullah bin Ahmad, al-Mughni maa al-Sharh al-Kabeer, Dār al-Kitāb al-Arabi lil-nasher wa al-Taūzee, Beirut, 1347 AH, 4/100. [↑](#endnote-ref-21)
22. ابن منظور،لسان العرب،زیر مادہ نجش۔

Ibne Manzūr, Līsān al-՚arab, zaīr mādah nūn, jā, shā [↑](#endnote-ref-22)
23. البخاری،محمدبن اسمعیل،الجامع الصحیح،دارالحضارۃللنشروالتوزیع،ریاض،2015ء،کتاب البیوع،باب النجش، 2/18۔

Al-Bukhārī, Muhammad bin Ismaīl, Abū Abdullah, Al-Jāme՚u Al-Sahih, dār al-hadarat lil-nasher wa al-Taūzee, Riyadh, 2015, kitāb Al-bayu՚, bāb al-najash, 2/18. [↑](#endnote-ref-23)
24. ابن منظور،لسان العرب، زیر مادہ غرر؛ الراغب الاصفھانی،مفردات الفاظ القرآن،دارالقلم ،دمشق،2009ء، زیر مادہ غرر۔

Ibne Manzūr, Līsān al-՚arab, zaīr mādah gharar; Rāghib, Asfahānī, mufarridāt alfāz Al-Qur’an, Dār al-Qalam Damishq, 2009, zaīr mādah gharar. [↑](#endnote-ref-24)
25. مسلم،الجامع الصحیح مسلم، کتاب البیوع،باب بطلان بیع الحصاۃ والبیع الذی فیہ الغرر،رقم :3808۔

Muslim, Al jamia alsahih, Kitāb al-Bayu, bāb batlān bay al-hadārah wa al-bay alazī fihe al-gharar, number: 3808. [↑](#endnote-ref-25)
26. القرافی،احمدبن ادریس،انوارالبروق فی انواءالفروق،دارالکتب العلمیۃ،بیروت،1999ء،الفرد 193، 3/ 665،666۔

Al-Qarāfī, Ahmad bin Idrīs, anwār al-Barūq fi Anwā al-Farūq, Dār al-Kitāb al-Ilamiya, Beirut, 1999, al-fard 193, 3/665, 666. [↑](#endnote-ref-26)
27. الزرقاء،الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید،ص414 ۔

Al-Zarqā, Fiqh al-Islami fi Thawba al-jadīd, p. 414. [↑](#endnote-ref-27)